سوال

(3) بیوہ کااپنے ولی (باپ) کی اجازت کے بغیر کسی دیندار سے نکاح کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک عورت بیوہ ہے اور اپنا نکاح کرانا چاہتی ہے ۔ لیکن عورت مذکورہ کا باپ کچھ تواس وجہ سے کہ حسب رواج جہالت قدیمہ بیوہ کے نکاح کو براجاتنا اور توہین سمجھتا ہے' دوسرے اس وجہ سے کہ وہ خود توبدوین ہے توحید سنت والوں کو وہابی وغیرہ کہتا ہے' اور اس امر پر ہر گز راضی نہیں ہے کہ اس کی دختر ایسے آدمی سے نکاح کرے اور عورت مذکورہ بدعت شرک وغیرہ سے تائب ہوگئی ہے ۔ اور نماز کی پابند ہے ۔ اور یوں چاہتی ہے کہ کسی دین دار آدمی سے نکاح ہوجائے ، تواس صورت میں شریعت اسلام یہ اجازت دیتی ہے یا نہیں کہ عورت مذکورہ اپنی قرابت میں کسی اور آدمی کواپنے نکاح کا ولی بنا کر کسی دین دار شخص سے اپنا نکاح پڑھوالے' اور باپ کے ڈر سے اعلان عام نہ ہوسکے' اور ایسے جلسے میں نکاح ہو جس میں ایک مرد حاضر ہو جو کہ بیوہ مذکورہ کا داماد بھی اور خالہ کا بیٹا بھی ہے' اور اسی کو عورت نے اپنے نکاح کا ولی بنایا اور قاضی بھی' اور دو عورتیں حاضر ہئ، تو ایسا نکاح شرعاً صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حامداًومصلیاان الحکم الااللہ۔ معلوم کرنا چاہیے کہ درصورت مذکورہ سوال شریعت اسلام اجازت دیتی ہے عورت مذکورہ اپنی قرابت مند سے ایک مرد صالح اپنے نکاح کا ولی بنا کر دین دار شخص سے اپنا نکاح پڑھوالے ۔ اور ایسا نکاح جو سوال ،ذکورہ ہے شرعاً صحیح وسنت ہے

تدصیل اس مسئلے کی یہ ہے : شرط اذن الولی فی لانکاح میں تین مذہب ہیں :

اول مذہب احناف کا ہے ۔ مسلک ان کا یہ ہے کہ ولی کی صحت نکاح کے لیے شرط نہیں ہے' عورت باکرہ ہوثیبہ ہو' بلکہ عورت خود اپنا نکاح بلااذن ولی کر سکتی ہے ۔ مگر یہ مسلک بالکل ضعیف ہے اور اسلہ صحیحہ اس کے خلاف پر قائم ہیں ۔

دوسرا مسلک امام شافعی اور امام احمد اکثر محدثین ہے کہ اذن ولی صحت نکاح کےلیے شرط ہے ۔ اور عورت باکرہ ہو یاثیبہ ہو عورت کو اختیار نہیں کہ بغیر ولایت کے اپنا نکاح کسی سے کرے ۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ : وانکحوا الایامی منکم ۔ " پس یہاں پر خطاب ہے اولیاء کو کہ تم بے خاوند والی عورتوں کو نکاح کردو ۔

وعن ابی بردۃ بن ابی موسی عن ابیہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لانکاح الا بولی رواہ الامام احمد واصحاب السنن الاربعۃ' وصحبہ علی بن المدینی وعبدالرحمن بن مھدي والترمذي والبیھقی وغیر واحد من الحافظ الضیاء : رجالہ کلھم ثقات وقال الحاکم : وقد صحت الروایۃ فیہ عن ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشۃ وام سلمۃ وزینب بن جحش قال : وفی الباب عن علی ابن وابن عباس ثم سرد ثلاثین صحابیاء والحدیث دل علی انہ لایصلح النکاح الا بولی کذافی سبل السلام شرح بلوغ المرام

مسلک سوم داود ظاہری کا ہے کہ عورت ثیبہ کےلیے شرط اذن ولی نہیں ہے' بلکہ ثیبہ خود بلا اذن ولی کے نکاح کر سکتی ہے۔ اور باکرہ کا نکاح بغیر ولایت ولی کے جائز نہیں ہے اور اس کو کچھ اختیار نہیں۔ لحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : الثیب احق بنفسها من ولیها والبکر تستامر واذنها سکوتها رواہ مسلم۔وفی لفظ من روایۃ ابن عباس : لیس للولی مع الثیب امر' والیتیمۃ تستامر۔رواہ ابو داود والنسائی' وصححہ ابن حبان۔

وقال النووي فی شرح مسلم : واختلف العلماء فی اشتراط الولی فہ صحۃ النکاح' فقال مالک والشافعی : یشترطلاً یصح النکاح الا بولی فی ترویج البکر دون اللثیب' انتہی

اور رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ میں ہے : ولایصلح النکاح عند الشافعی واحمد الا بولی ذکر' وقال ابو حنیفۃ : للمرآۃ ان تزوج بنفسها وقال راود : ان کانت بکرالم یصح نکاحها بغیر اذن اپنے باپ کے جس سے چاہے نکاح کرے۔ اور بر مسلک ثانی کے بھی وہ عورت کسی کواپنے نکاح کا ولی بنا کر نکاح کر سکتی ہے کیونکہ صورمذکورہ سوال سے ظاہر ہے کہ باپ اس کا فاسق ہے۔ اور ولی کا عادل ہونا امام شافعی وامام احمد کے نزدیک ضرور ہے، پس فاسق کی ولایت جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کے باپ کی ولایت دوسری طرف منتقل ہوجائے گی۔ کتاب مسند الشافعی میں ہے : اخبرنا مسلم بن خالد وسعید عن عبداللہ بن عثمان بن خیثم عن سعید بن جبیر ومجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال : لانکاح الا بشاہدي عدل وولی مرشدا انتہی

اور مغنی المحتاج شرح المنہاج للشیخ الخطیب الشربینی الشافعی میں ہے : ولاولایۃ لفاسق علی المذہب' بل تنقل الولایۃ للابعد لحدیث "لانکاح الا بولی مرشد" رواہ الشافعی فی مسندہ بسند صحیح' وقال الامام احمد : انہ اصح شئی فی الباب۔ونقل عن الشافعی فی لبیوطی انہ قال : المراد بالمرشد فی الحدیث العدل' انتہی

اورکتاب کشاف شرح الاقناع للشیخ منصور بن ادریس الحنبلی میں ہے۔ ویشرط فی الوی سبعۃ شروط : احدہا حریتہ' والثانی ذکوریتہ' والثالث اتفاق دین۔والرابع بلوغ' والخامس عقل' والسادس عدالۃ لماروي عن ابن عباس : لانکاح الا بشاہدي ہدل وولی مرشد۔قال احمد : اصح شئی فی ہذا قول ابن عباس۔وروي عنہ مرفوعاً : لانکاح الا بولی وشاہدي عدل وایما امراۃ انلحها ولی مسخوط علیہ فنکاحها باطل' ولانہا ولایۃ نظریۃ فلایستبدل بہا الفاسق ولوکان الولی عدلا وظاہرا فیکفی مستور الحال لان اشتراطا العدالۃ ظاہرا ویا حرج ومشقۃ انتہی

اور ایسا ہی ہے کتاب شرح منتہی الارادت فی الفقہ الحنبلی میں

وفی سبل السلام : اخرج الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن عن ابن عباس بلفظ لانکاح الا بولی مرشد او سلطان انتہی

اور تلخیص الحبیر میں ہے : حدیث ابن عباس لانکاح الا بولی مرشد وشاہدي عدل "اخرجہ الشافعی والبیہقی من طریق ابن خیثم عن سعید بن جبیر عنہ موقوفاً وقال البیہقی من طریق ابن خیثم عن سعید بن جبیر عنہ موقوفاً وقال البیہقی بعد ان رواہ من طریق آخر عن ابن خیثم لبندہ مرفوعا بلفظ : لانکاح الا باذن ولی مرشد وسلطان' قال : المحفوظ الموقف ثم راوہ من طریق الغوري عن ابن خیثم بہ' ومن طریق ابن الفضل عن ابن خیثم بسندہ مرفوعا بلفظا : لانکاح الا بولی وشاہدي عدل فان انکحها ولی مسخوطا علیہ فنکحها باطل۔وعدي ضعیف انتہی

اور رحمۃ الامۃ میں ہے : ولاولایۃ للفاسق عند لاشافعی واحمد وقال ابو حنیفہ ومالک : الفسق لایمنع الوالایۃ انتہی

اور اگر فاسق کی ولایت علی راي بعض الائمۃ تسلیم بھی کرلی جاوے تب بھی ولایت اس عورت کی باپ اس عورت کی باپ سے منتقل ہوجائے گی کیونکہ باپ اس عورت کا باعث فسق اپنے کے عاضل ہے یعنی مانع نکاح ثانی سے ہے اور اس کو برا سمجھتا ہے 'اور عورت کو ضرورت نکاح کرنے کی ہے' پس اس صورت میں اگر کوئی دوسرا ولی بعید بھی موجود نہ ہو۔ اگر موجود بھی ہو مگر وہ بھی اجازت نہیں دیتا تو اب وہ عورت ایک مرد دین دار کو اپنا ولی قرار دے کر یہ ولایت اس رجل صالح کے اپنا ولی قرار دے کر بہ ولایت اس رجل اپنا نکاح کرلے۔

ن عائشہ قالت : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ایما امرآۃ نکحت بغیر اذن ولیها فنکحها باطل' فان اشتجروافا السلطان ولی من لاولی لہا اخرجہ الاربعۃ الاالنسائی وصححہ ابو عوانۃ وابن جان والحاکم کذافی بلوغ المرام

وقال فی سبل السلام : قال ابن کثیر : وصححہ یحیی بن معین من الحفاظ والمراد بالاشتجار منع الاولیاء من العقد علیها' وہذا ہو العضل وبہ تنتقل الی السلطان ان عضل الاقرب' قیل : لم تنتقل الی الابعد وانتقالها الی السلطان مبنی علی منع الاقرب والابعد وہو یحتمل ان السلطان ولی من لاولی لہا لعدمہ' اولصغرہ ومثلہا غیبۃ الولی۔ثم المراد بالسلطان من الیہ الامرا نتہی

اور موطا امام مالک میں ہے : عن سعید بن المسیب انہ قال : قال عمر بن الخطاب لا تنکح المراۃ الا باذن ولیھا او ذی الرائ او سلطان ۔ انتھی

وقال الزرقانی فی شرح الموطا : قال ابو عمر : اختلف اصحابنا فی قول عمر ھذا، فقال بعضھم : کل واحد من ھولاء یجوز انکاحہ اذا اصاب وجہ النکاح من الکفوء والصلاح ۔ وقال آخرون : علی الترتیب لا التخییر انتھی۔

اور مغنی المحتاج شرح المنھاج میں ہے : او عدم الولی والحاکم فولت مع خطابھا امرھا رجلا مجتھداً لیزوجھا منہ صلح ۔ لانہ محکم والمحکم کالحاکم ۔ وکذا الولت عدلا صح علی المختار وان لم یکن مجتھداً لشدۃ الحاجۃ الی ذلک قال فی المھات : ولا یختص ذلک بفقد الحاکم 'بل یجوز مع وجودہ سفراً او حضراً بناءً علی الصحیح فی مجاز التحکیم_ انتھی

اور بہر مغنی المحتاج : وکذا یزوج السلطان اذا عقل النسیب القریب وانما یحصل العضل من الولی اذا دعت بالغۃ عاقلۃ الی کفو' وامتنع الولی من تزویجہ لانہ انما یجب علیہ تزوجیھا من کفو_ انتھی

اور کشاف القناع میں ہے : فان عدم الولی مطلقاً ان لم یجد احد او عضل ولیھا ولم یوجد غیرہ زوجھا وسلطان فی ذلک المکان وکوالی البلد او کبیرہ او امیر القافلۃ ونحوہ لان لہ سلطۃ فان تعذر ذو سلطان فی ذلک المکان زوجھا عدل بادیتھا_ انتھی

اور شرح منتھی الارادات میں ہے : فان عدم الکل اي عصبۃ النسب والولاء والسلطان ونائبہ من المحل الذي بہ الحرۃ زوجھا ذو سلطان فی مکانھا۔ کعضل اولیائھا عدم امام ونائبہ فی مکانہ۔ والعضل الامتناع من تزویجھا_ واشتراط الولی فی ہذہ الحال یمنع النکاح بالکلیۃ_ انتھی

اور رحمۃ الامہ میں ہے : فان کانت المراۃ فی موضع لیس فیہ حاکم ولا ولی فوجھان : احدھما تزوج نفسھا والثانی انھا ترد امرھا الی رجل من المسلمین یزوجھا_ انتھی

اب رہا یہ امر کہ نکاح میں شہادت عورت کی جائز ہے یا نہیں ؟ اور ایک و دو عورت اس کے لیے کافی ہیں یا نہیں ؟ پس شافعی و امام کے نزدیک شہادت عورتوں کی نکاح میں جائز نہیں ہے

کشاف القناع فی فقہ الحنابلہ میں ہے : الشرط الرابع الشھادۃ علی النکاح فلا ینعقد النکاح الا بشاہدین مسلمین عدلین ذکرین 'لما روي ابو عبیدۃ فی اموال عن الزہري انہ قال : مضت السنۃ ان لا یجوز شھادۃ النساء فی الحدود ولا فی النکاح ولا فی الطلاق_ انتھی

وتلخص جبیر میں ہے : حدیث الزہري "مضت السنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلفتین من بعد ان لا تقبل شھادۃ النساء فی الحدود" روي عن مالک عن عقیل عن الزہري بھذا' وزاد : ولا فی النکاح ولا فی الطلاق' ولا یصلح عن مالک۔ ورواہ ابو یوسف فی کتاب الخراج عن الحجاج عن الزہري بہ۔ ومن ہذا الوجہ اخرجہ ابن شیبۃ عن حفص بن غیاث عن حجاج بہ_ انتھی

واخرج ابن ابی شیبہ : نا عیسی بن یونس عن الاوزاعی عن الزہري مضت السنہ بانہ یجوز شھادۃ النساء فیما لا یطلع علیہ غیرھن_ ورواہ عبد الرزاق عن ابن جریج عن ابن شھاب قال : مضت السنۃ ان تجوز شھادۃ فیما لا یطلع علیہ غیرھن من ولادات النساء وعیوبھن_ انتھی
وہکذا فی نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ للزیلعی' والدرایہ للحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ۔

مگر یہ روایت زہری مرسل ہے 'قابل حجت نہیں ۔ اور لفظ "ولا فی النکاح ولا فی الطلاق" کا من طریق مالک محفوظ نہیں ہے ۔ اور حجاج بن ارطاۃ راوی مدلس ہے ۔ بلکہ کتاب الخراج لابی یوسف القاضی و مصنف ابن ابی شیبۃ و عبد الرزاق میں جملہ "ولا فی النکاح" کا نہیں ہے ۔

واخرج الامام الشافعی فی مسندہ : اخبرنا الثقۃ عن ابن جریج عن عبد الرزاق بن القاسم عن ابیہ قال : کانت عائشۃ یخطب الیھا المراۃ من اھلھا فتشھد فاذا بقیت عقدۃ النکاح قالت بعض

اہلہا : زوج فان المراۃ لاتلی عقدۃ النکاح انتہی

اس روایت ٰمیں امام شافعی کے شیخ کانام مذکور نہیں ہے ۔ پس علی قاعدہ المحدثین سند اس کی صحیح نہیں ہوئی۔ اور قطع نظر حکم عام قرآن شریف کی تخصیص کےلیے حدیث صحیح مرفوع چاہیے ، نہ اثر موقوف صحابہ

اورامام ابع حنیفہ کے نزدیک عورت کی شہادت نکاح میں جائز ہے ۔ پس ایک مرددو عورت کی گواہی نکاح میں درست ہوگی ۔ اوریہ مسلک ازروئے دلیل کے قوی ہے : وقال الہ تبارک وتعالی : فاستشہدواشہدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتان ممن ترضون من الشہداء"

اور صحیح بخاری وغیرہ میں ہے : عن ابی سعید قال : قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیس شہادۃ المراۃ مثل نصف شہادۃ الرجل ؟ قلت : بلی ٗقال : فذلک من نقصان عقلہا

پس آیت کریمہ وحدیث صحیح سے ثابت ہواکہ دو عورتوں کی شہادت قائم مقام ایک شہادت کے ہے ۔ پس یہ حکم عام جمیع احکام شرعی میں جاری ہوگا۔ من غیر تخصیص فی فرد دون فرد۔ اوراس عام کی تخصیص کےلیے صریح سنت مرفوع چاہیے ۔

اوروہ جوروایت مسند شافعی کی ہے : اخبرنامالک عن ابن زبیر قال : اتی عمر رضی اللہ عنہ بنکاح لم یشہد علیہ الارجل وامراۃ ٗفقال : ہذانکاح السراجیزہ ؟ انتہی

پس یہ انکار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کااس سبب سے ہواکہ اس نکاح کا گواہ صرف ایک مرد تھااورایک عورت تھی حالانکہ اگرایک مرد موجود تھا توپھر بجائے دوسرے مرد کے دو عورتوں کا ہونا تھا

اور ہدایہ میں ہے : ولا ینعقد نکاح المسلمین الابحضور شاہدین حرین عاقلین بالغین مسلمین ٗرجلین اورجل وامراتین ٗولایشترط وصف الذکورۃ ٗحتی ینقد بحضور رجل وامراتین۔وفیہ خلاف الشافعی_انتہی

پس حاصل کلام یہ ہے کہ اگراس عورت کا باپ بلاوجہ شرعی باعث فسق اپنے اس عورت کونکاح سے روکتا ہے اورمانع ازنکاح ہے ۔ اوروہ عورت خواہشمند نکاح کرنے کی ہے ،اوردوسرا ولی بعید بھی اس کا نہیں ہے 'اوراگر ہے تووہ بھی مانع ازنکاح ہے تواس صورت میں مطابق مذہب ائمہ کرام کے وہ عورت اپنے نکاح کاولی بناکرنکاح کرے ۔ وہ نکاح صحیح ہوگا،اوربنا برمذہب صحیح اوردلیل قوی کے دو عورت اورایک مرد کی گواہی کافی ہوگی ۔ مگر خروجاً عن الخلاف اگر دومرد کو گواہ مقرر کرے توبہتر ہے

ھذاما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی

ص83

محدث فتویٰ